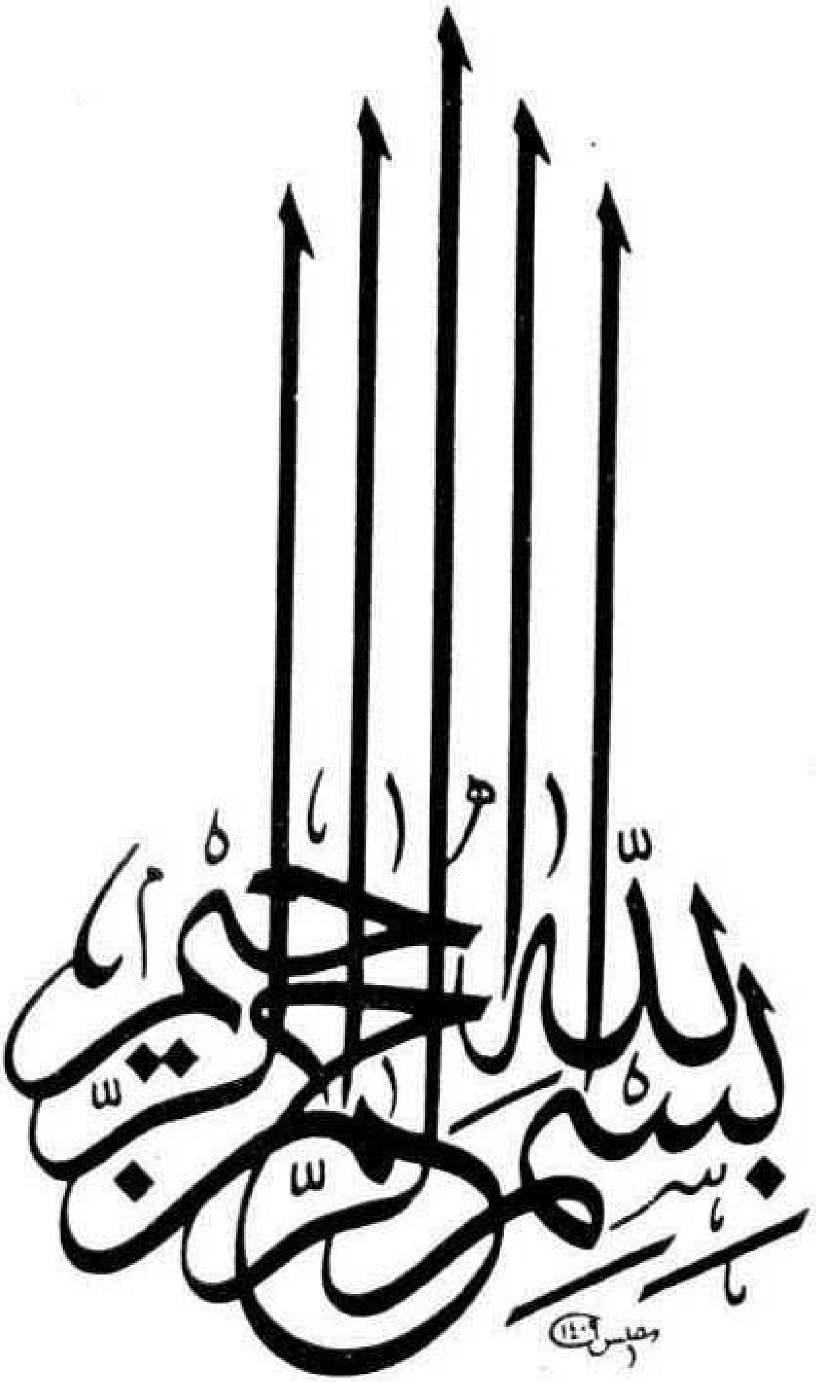
بسم الله الرحمن الرحيم

اصلاحی باتیں

جو انسان زمین اور آسمان کے درمیان زندگی گزارتے ہوئے حقیقی معنوں میں انسان نہ بن سکے گا یا اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرے گا اور وہ بنے بغیر اللہ رب العزت کے حضور پہنچے گا تو وہاں جا کر اس کی روحانیت نہیں بن سکے گی چونکہ زمین و آسمان کا پیٹ روحانیت بنانے کی جگہ ہے اس لئے ہم میں سے ہر بندہ کیا چھوٹا کیا بڑا، کیا مرد کیا عورت ہر ایک کو اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے

اصلاحی باتیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْھَا وَ حَمَلَھَاالْاِنْسَانُ ○ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ○ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

زمین اور پہاڑوں کی معذرت:

قرآن پاک میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اس قرآن کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا، انہوں نے اس بارِ امانت کو اٹھانے سے معذرت کی اور اس سے ڈر گئے کہ یہ بوجھ بہت بڑا ہے اس لئے ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ لیکن انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا. اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلاً وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔

انسان کی دو خفیہ صفات:

یہاں پر دو لفظ استعمال کئے گئے ایک ظَلُوْمًا اور دوسرا جَھُوْلاً ۔ یہ دونوں

مبالغے کے صیغے ہیں۔ ظَلُوْمًا باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ہے اور جَھُوْلاً باب مَنَعَ یَمْنَعُ سے ہے۔ ظاہراً نظر آتا ہے کہ ان الفاظ کے استعمال سے انسان کی برائی بیان کی گئی ہے لیکن اس کے اندر انسان کی دو صفات چھپی ہوئی ہیں کیونکہ جو انسان ظالم ہوسکتا ہے وہ اگر اپنے آپ کو سنوار لے تو وہی عادل بھی بن سکتا ہے۔ اور جو انسان جاہل ہے وہ اگر اپنے آپ پر محنت کرے تو وہی عالم بھی بن سکتا ہے۔ گویا اس آیت میں انسان کے اندر عدل اور علم حاصل کرنے کی استعداد کا اشارہ کیا گیا ہے۔

روحانیت بنانے کی جگہ:

کوئی بھی انسان ماں کے پیٹ سے بن سنور کر نہیں آتا۔ بلکہ اس دنیا میں آ کر بنا ہوتا ہے۔ ماں کا پیٹ انسان کے جسم کے بننے کی جگہ ہے اور زمین و آسمان کا پیٹ انسان کی روحانیت بننے کی جگہ ہے۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی بچہ اس حالت میں پیدا ہو کہ اس کی آنکھیں ٹھیک نہیں تو دنیا میں آ کر اس کی آنکھیں ٹھیک نہیں ہوسکتیں۔ ڈاکٹر جتنا مرضی زور لگالیں وہ بالآخر یہی کہیں گے کہ یہ ایک پیدائشی نقص ہے اس لئے یہ ٹھیک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جو انسان زمین اور آسمان کے درمیان زندگی گزارتے ہوئے حقیقی معنوں میں انسان نہ بن سکے گا یعنی اپنے اوپر محنت نہیں کرے گا یا اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرے گا اور بنے بغیر وہ اللہ رب العزت کے حضور پہنچے گا تو وہاں جا کر قیامت کے دن اس انسان کی روحانیت نہیں بن سکے گی۔ چونکہ زمین و آسمان کا پیٹ روحانیت بنانے کی جگہ ہے اس لئے ہم میں سے ہر بندہ کیا چھوٹا، کیا بڑا، کیا مرد، کیا عورت ہر ایک کو اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

ایک اہم نکتہ:

اللہ رب العزت نے امانت کا بوجھ بندے کے سر پر رکھا تو بندے نے اٹھا لیا۔غور کرنے والی بات یہ ہے کہ بوجھ اٹھانے والے کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ نے گدھے کو بوجھ اٹھانے کے لئے پیدا کیا تو اس کا گوشت کھانا حرام قرار دے دیا تاکہ انسان اس کے گلے پر چھری نہ چلا سکے۔اسی طرح اگر کسی کی باندی حاملہ ہو جائے تو اس مالک کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اسے بیچ سکے کیونکہ وہ ایک بوجھ اٹھا چکی ہوتی ہے۔اب اس ام ولد باندی کا اس بندے پر حق ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اسے اپنے پاس رکھے یا آزاد کر دے گا، وہ اسے بیچ نہیں سکے گا۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ گدھے نے بوجھ اٹھایا تو اس کا حق تسلیم کیا گیا، باندی نے بوجھ اٹھایا تو اس کا حق تسلیم کیا گیا اسی طرح جو انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کے بار امانت کو اٹھائے گا اللہ رب العزت قیامت کے دن اس کے حق کو تسلیم فرمالیں گے اور اسے جہنم کا ایندھن نہیں بنائیں گے۔

رحمتوں کے فیصلے:

اگر ہم اپنے گھر میں کام کرنے کے لئے کوئی مزدور لائیں جو سارا دن کام کرے اور پسینہ بہائے تو شام کو جاتے ہوئے ہم اس کو مزدوری ضرور دیتے ہیں حالانکہ ہمارے اندر سینکڑوں بیماریاں موجود ہوتی ہیں۔حرص بھی ہے، طمع بھی ہے، بخل بھی ہے، لیکن اس سب کچھ کے باوجود تھوڑی سے شرافت نفس رکھی ہوئی ہے اس کی وجہ سے دل نہیں چاہتا کہ جس بندے نے سارا دن ہماری خاطر پسینہ بہایا ہم اس بندے کو مزدوری دیئے بغیر بھیج دیں۔تو کیا خیال ہے کہ جو بندہ ساری زندگی اس بار امانت کو اٹھانے کی محنت کرے گا کیا قیامت

کے دن اللہ رب العزت اس کو اجر وثواب عطا نہیں فرمائیں گے۔ لہذا جس بندے کی زندگی شریعت و سنت کے مطابق بن جائے گی اللہ رب العزت کی طرف سے اس بندے کے لئے رحمتوں کے فیصلے ہو جائیں گے۔

ایک گرانقدر ملفوظ:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو عذاب کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ ثواب کے لئے پیدا کیا ہے۔ عذاب تو ہم خود خرید رہے ہوتے ہیں۔ یہ ہماری نادانی ہوتی ہے کہ ہم اپنے آپ کو گناہوں کے اندر دھنسا دیتے ہیں جس کی وجہ سے مصیبتیں آ جاتی ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی کو اپنی فطرت اور شریعت و سنت کے مطابق گزاریں تو اللہ رب العزت ہمیں دنیا کے اندر بھی عزتیں دیں گے اور آخرت کے اندر بھی ہمیں عزتیں عطا فرمائیں گے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا وَ لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ۔ (تمہیں سست ہونے کی ضرورت نہیں، تمہیں غم کھانے کی ضرورت نہیں، تم ہی اعلیٰ و بالا ہو گے اگر ایمان والے ہو گے)۔ گویا اگر ہم اپنے آپ پر محنت کریں گے تو دنیا میں بھی راج ملے گا۔

مسخر کرنے کا مطلب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ (جو کچھ بھی آسمان اور زمین میں ہے ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے)۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ''المفردات القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ مسخر کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ کسی جانور کی لگام کو پکڑ کر اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ گویا اللہ رب العزت نے زمین و آسمان کے اندر جو کچھ بھی ہے اس کی

لگام انسان کے ہاتھ میں تھمادی ہے۔اب اگر ہم صحیح معنوں میں انسان بن جائیں اور ہمارے جسم پر اللہ تعالیٰ کا حکم چلے تو ہم یقیناً کائنات کو مسخر کرلیں گے۔

جسم پر دل کا حکم:

بندے کے دل کا حکم اس کے جسم پر چلتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کسی کی طرف دیکھتا ہی نہیں، اگر کوئی اس سے پوچھے کہ آپ میری طرف دیکھتے ہی نہیں۔تو وہ کہتا ہے کہ میرا دل نہیں کرتا۔ حالانکہ دیکھنا تو آنکھوں کا کام ہے۔لیکن جواب یہ ملتا ہے کہ دل نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک آدمی کسی کی بات ہی نہیں سنتا اگر کوئی آدمی اس سے کہے کہ بھئی! تم تو میری بات ہی نہیں سنتے۔تو وہ کہتا ہے کہ میرا دل ہی نہیں کرتا۔معلوم ہوا کہ اگر دل چاہے تو آنکھ اور کان عمل کرتے ہیں اور دل نہ چاہے تو آنکھ اور کان عمل نہیں کرتے۔گویا جسم پر دل کا راج ہے۔لہٰذا جس دل میں اللہ رب العزت کا راج آجاتا ہے اللہ رب العزت اس کو زمین و آسمان کی درمیانی چیزوں پر راج عطا فرمادیتے ہیں۔

مقام تسخیر:

مقام تسخیر یہ ہوتا ہے کہ زبان سے بات نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا کردیا کرتے ہیں۔ جی ہاں، جو صحیح معنوں میں انسان بنتا ہے اللہ رب العزت اس کی لاج رکھ لیتے ہیں۔مگر اللہ والے مشیت خداوندی کو دیکھتے ہیں اس لئے ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے جو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف ہو۔

خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور مقام تسخیر:

امام العلماء والصلحاء حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مجمع میں

فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو ایک لمحہ میں اس مجمع کو تڑپا کر رکھ دوں مگر مجھے اوپر سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مقام تسخیر اور تسلیم و رضا:

جب تاتار کا فتنہ اٹھا تو خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملی کہ تاتاری اس شہر پر حملہ بولنے والے ہیں۔ انہوں نے اٹھ کر دعا مانگی، اے اللہ! ہمیں اس فتنہ سے محفوظ فرما۔ جو لشکر شہر کی طرف چلا تھا وہ اس دعا کی برکت سے راستہ بھول گیا اور کسی دوسری طرف کو جا نکلا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پورے شہر کو محفوظ فرما لیا۔ اگلے سال تاتاریوں نے پھر اس شہر کا رخ کیا تو اس مرتبہ خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں ارادہ کیا کہ میں دعا مانگوں، مگر الہام کر دیا گیا کہ میرے بندے! یہ میری مشیت ہے، اب تمہیں سر جھکانا پڑے گا۔ آپ نے پہلے دعا مانگی تھی جسے ہم نے قبول کر لیا، اب مت ہاتھ اٹھانا، یہ قضا و قدر کے فیصلے ہیں، اسے ہو کر رہنا ہے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا نہ مانگی اور نتیجہ یہ نکلا کہ تاتار آئے اور پورے شہر کو تہس نہس کر دیا۔ اسی دوران خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

سید احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ اور مقام تسخیر:

تاتاری فوج ایک شہر ''دربند'' میں پہنچی۔ وہاں ایک بزرگ سید احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ تاتاریوں کی آمد کی خبر سنتے ہی مسلمانوں نے سارے شہر کو خالی کر دیا۔ فقط شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ایک خلیفہ مسجد کے اندر موجود رہے۔ تاتاری شہزادے نے کہا کہ جاؤ پتہ کرو کہ کوئی انسان اس شہر کے اندر موجود ہے یا نہیں۔ بتایا گیا کہ دو بندے مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے

ہیں۔ اس نے کہا کہ گرفتار کر کے اور بیڑیاں پہنا کر میرے سامنے پیش کرو۔ حکم کے مطابق ان کو گرفتار کر کے شہزادے کے سامنے پیش کیا گیا۔ تاتاری شہزادے نے پوچھا، کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں آرہا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ پتہ تھا۔ شہزادے نے کہا، جب سارے مسلمان چلے گئے تھے تو پھر تم کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم اپنے پروردگار کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس گھر سے ہمیں کوئی نہیں نکال سکتا۔ شہزادے نے کہا کہ تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ ہم نے تمہیں نکالا، ہم نے تمہیں بیڑیاں پہنائیں اور ہم نے تمہیں مجرم کی طرح سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ یہ بیڑیاں کیا چیز ہیں؟ چنانچہ شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت زور سے کہا ''اللہ'' ان کا یہ کہنا تھا کہ زنجیریں ٹوٹ کر نیچے گر گئیں۔

تاتاری شہزادے کا قبول اسلام:

یہ دیکھ کر تاتاری شہزادے کے دل میں ہیبت بیٹھ گئی۔ کہنے لگا کہ میں آپ کو اس شہر میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شہر میں رہنا شروع کر دیا۔ تاتاری شہزادہ کبھی کبھی ان سے خفیہ ملاقات کرنے کے لئے آتا۔ اللہ تعالیٰ نے نور فراست سے شیخ احمد دربندی رحمۃ اللہ علیہ کو بتادیا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ یہ شہزادہ پورے ملک کا حکمران بنے گا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادے سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو بھی جاؤں تو اپنے ایمان کا اظہار نہیں کر سکتا، اگر کروں گا تو مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اپنے ایمان کا اس وقت اظہار کر دینا جب اللہ تعالیٰ تمہیں حکمران بنا دیں گے۔ شہزادے نے حیران ہو کر

پوچھا، کیا مجھے حکومت بھی ملے گی؟ فرمایا، ہاں میرے باطن کا نور بتاتا ہے کہ تمہیں حکومت ملے گی۔ چنانچہ شہزادے نے وعدہ کرلیا کہ جس وقت مجھے حکومت ملے گی میں اپنے اسلام لانے کا اعلان کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ تیس سال کے بعد اس شہزادے کو حکومت ملی تو اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اس طرح پوری دنیا میں خلافت وحکومت دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ اسی پر علامہ اقبال نے کہا۔

ہے عیاں شورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی لاج:

معزز سامعین! جس بندے کے چند فٹ جسم پر اللہ رب العزت کا حکم لاگو ہو جائے تو اللہ رب العزت اس بندے کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی لاج رکھ لیتے ہیں۔ ہمیں اگر کسی سے دوستی ہو تو ہم اس کی بات کو رد نہیں کرتے۔ خاوند پیار کی وجہ سے بیوی کی بات کو رد نہیں کرتا اور ماں پیار کی وجہ سے بیٹے کی بات کو رد نہیں کرتی۔ اسی طرح اللہ رب العزت کو اپنے جن بندوں سے پیار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان بندوں کی باتوں کو بھی رد نہیں فرمایا کرتے۔ چونکہ ہم نے ایسی زندگیاں ابھی قریب سے نہیں دیکھیں اس لئے اندازہ نہیں ہوتا۔

بوریا نشینی میں لذت:

یہ مثالیں تو آپ نے پڑھی ہوں گی کہ لوگ تخت و تاج کو چھوڑ کر بوریا نشین بن گئے مگر آپ نے آج تک ایسی کوئی ایک مثال بھی نہیں پڑھی ہوگی کہ کسی بوریا

نشین نے تخت و تاج کو قبول کر لیا ہو۔ معلوم ہوا کہ اس بوریا نشینی میں کوئی ایسی لذت ہے کہ جو تخت و تاج میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔

فاقوں کے مزے:

ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فاقوں کی فضیلت بیان کر رہے تھے۔ ایک آدمی نے کہا، حضرت! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ بھوک اور فاقے بھی کوئی فضیلت والی چیزیں ہیں۔ فرمایا، اے بھائی! تمہیں ان کی قدر کا کیا پتہ، ہم سے پوچھو جنہوں نے بلخ کی بادشاہی دے کر ان فاقوں کو خریدا ہے۔

دلوں میں اتنا سکون:

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وقت کے بادشاہوں کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دلوں میں کتنا سکون ہے تو وہ اپنی فوجیں لے کر ہمارے اوپر چڑھائی شروع کر دیں۔ ظاہراً نظر آتا ہے کہ ان اللہ والوں کے لباس معمولی ہیں، یہ بوریا نشین ہیں اور دنیا میں ان کی کوئی حیثیت نہیں مگر اللہ رب العزت کے ہاں ان کا بڑا مقام ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی حجام کے پاس بال کٹوانے کے لئے گئے، اس نے دیکھا کہ آپ نے میلے سے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اسی دوران کوئی خوش لباس دنیا دار سا بندہ اس کے پاس بال کٹوانے آیا۔ حجام کو توقع تھی کہ ادھر سے زیادہ پیسے ملیں گے۔ چنانچہ اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بال کاٹنے سے انکار کر دیا کہ میں تو پہلے اس کے بال کاٹوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ

علیہ نے اپنے غلام سے پوچھا، بتاؤ تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں؟ عرض کیا، جی تین سو دینار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ پیسے اس کو ویسے ہی دے دو۔ حالانکہ بال کٹوانے کے ایک یا دو دینار لگتے ہوں گے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ویسے ہی تین سو دینار دیئے اور بال بھی نہ کٹوائے تو وہ بڑا حیران ہوا۔ وہ کہنے لگا، میں تو سمجھا تھا کہ آپ کے اوپر فقط گدڑی ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ گدڑی میں لعل چھپا ہوا تھا۔ اس کی بات سن کر امام شافعیرحمۃ اللہ علیہ باہر نکل آئے اور تاریخی شعر ارشاد فرمائے

علی ثیاب لو یباع جمیعھا
بفلس لکان الفلس منھن اکثرا

(اگر تم میرے جسم کے کپڑوں کی قیمت کا اندازہ لگاؤ گے تو ان کی قیمت تو ایک درہم بھی نہیں بنے گی لیکن اگر ان کپڑوں میں چھپے بندے کی قیمت لگاؤ گے تو پوری دنیا بھی مل کر اس بندے کی قیمت نہیں بن سکتی)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی قیمت:

ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کی جامع مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا، او مغل بادشاہو! تمہارے خزانے ہیرے اور موتیوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن ولی اللہ کے سینے میں ایک ایسا دل ہے کہ تمہارے سارے خزانے مل کر بھی اس دل کی قیمت نہیں بن سکتے۔ اس لئے کہ اس کے دل میں اللہ سمایا ہوا ہے، اس کے دل میں اللہ آیا ہوا ہے بلکہ اس کے دل میں اللہ چھایا ہوا ہے۔ سبحان اللہ

اطاعت ہی اطاعت:

جب انسان کے جسم پر اللہ تعالیٰ کے احکام لاگو ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے حکم کو مخلوق پر لاگو کر دیتے ہیں۔ ایسے بندے کی اطاعت ہوا کرتی ہے، ایسے بندے کی اطاعت پانی کرتا ہے، ایسے بندے کی اطاعت زمین کرتی ہے، ایسے بندے کی اطاعت جنگل کے جانور کرتے ہیں۔ ارے! انسانوں کی کیا بات، اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو ان کا ماتحت بنا دیتے ہیں۔

سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور مقام تسخیر:

سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں یَا سَارِيَةُ الْجَبَلْ اور ہوا اس پیغام کو سینکڑوں میل دور تک پہنچا رہی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریائے نیل کو رقعہ لکھا تو اس کے پانی نے چلنا شروع کر دیا۔ آج بھی دریائے نیل چل رہا ہے اور عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کی گواہی دے رہا ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ پاؤں کی ٹھوکر مار کر زمین کو فرماتے ہیں کہ اے زمین! تو کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ اسی وقت زمین کا زلزلہ رک جاتا ہے۔ مدینہ منور کے قریبی پہاڑ سے ایک آگ نکلتی ہے جو مدینہ منورہ کی طرف بڑھتی ہے۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کو بھیجتے ہیں کہ جا کر اسے بجھایئے۔ انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اپنے کپڑے کو ایسے بنایا جیسے کسی جانور کو مارنے کا چابک ہوتا ہے، اس کے ساتھ آگ کو مارتے رہے آگ پیچھے ہٹتی رہی حتیٰ کہ جس غار سے نکلی تھی اسی غار میں واپس داخل ہو گئی۔

بربر قوم کا قبول اسلام:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب افریقہ کے جنگلوں میں پہنچے تو بربر قوم کہنے لگی کہ یہاں پر تو خطرناک درندے ہیں وہ رات کے اندھیرے میں تمہاری تکہ بوٹی کر دیں گے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا، اے جنگل کے درندو! آج یہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کا بسیرا ہے اس لئے جنگل خالی کر دو۔ یہ اعلان ہونا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ شیرنی بچوں کو لے کر جا رہی ہے اور ہاتھیوں کے غول جا رہے ہیں اور سارے درندے جنگل کو خالی کر کے جا رہے ہیں۔ مقامی لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے یہ کام کیسے سیکھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی زندگی گزارنے کے طریقے سکھائے۔ وہ کہنے لگے کہ پھر آپ ہمیں بھی اپنے جیسا بنا لیجئے۔ چنانچہ وہ افریقن قوم جنگل کے درندوں کی اطاعت کو دیکھ کر بغیر کسی لڑائی کے مسلمان ہو گئی۔

ہمت کی کوتاہی:

اللہ رب العزت نے ہر مومن کو مقام تسخیر عطا کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ مگر ہمارے راستے میں ہمارا چھ فٹ کا جسم رکاوٹ ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''اے دوست! تیرے راستے میں رکاوٹ تیرا چھ فٹ کا جسم ہے، یعنی تیرا نفس ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ یہ چھ فٹ کی دیوار اتنی اونچی نہیں، ذرا ہمت کر کے اسے پھلانگ جا''۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم پوری زندگی اس چھ فٹ کی دیوار کو نہیں پھلانگ سکتے، یہ ہمارے اور ہمارے پروردگار کے راستے

میں رکاوٹ بنی ہوئی ہوتی ہے، ہم اس کے اوپر پاؤں رکھ کے آگے نہیں جا سکتے۔

نہ شاخ گل ہی اونچی تھی نہ دیوار چمن بلبل!
تیری ہمت کی کوتاہی تیری قسمت کی پستی ہے

دراصل ہمت کوتاہ ہوتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں قسمت پست ہے۔ یاد رکھئے کہ جو بلند ہمت ہوتے ہیں اللہ رب العزت ان کے لئے راستے ہموار کر دیا کرتے ہیں۔

بارِامانت کے بارے میں باز پرس:

اللہ رب العزت کا تعلق حاصل کرنے کے لئے ہمیں اس دنیا میں محنت کرنی ہے۔ اسی مقصد کے لئے ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بارِامانت ہمارے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔ مرد ہو یا عورت، ہم میں سے ہر ایک نے اس کو اٹھانا ہے۔ اگر اس کو اٹھانے میں کوئی کمی کوتاہی کی تو قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا اور جس نے اٹھالیا، اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی طرف سے اجر اور بدلہ عطا فرمائیں گے۔

تین بنیادی گناہ

انسان کی زندگی میں تین گناہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

① پہلا گناہ

پہلا گناہ شہوت ہے۔ شہوت کا لفظ نکلا ہے اشتہا سے۔ عربی زبان میں اشتہا

کسی چیز کی طلب اور بھوک کو کہتے ہیں۔ جب انسان بھوکا ہوتا ہے تو گویا اس کو روٹی کی شہوت ہوتی ہے، پیاسے بندے کو پانی پینے کی شہوت ہوتی ہے، کئی لوگوں کو اچھے کھانے کی شہوت ہوتی ہے، کئی لوگوں کو اچھے سے اچھا لباس پہننے کی شہوت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب انسان جوانی کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے بیوی کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے بھی شہوت کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح شہوت کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے۔ بچوں کے اندر میٹھی چیزیں کھانے کی شہوت ہوتی ہے۔ ان کو ماں باپ چیونگم اور ٹافی کھانے سے منع بھی کرتے رہیں تو پھر بھی وہ چھپ چھپ کر کھاتے رہتے ہیں۔ ان کے اندر میٹھی چیزوں کی اشتہا رکھ دی گئی ہے۔ کچھ لوگوں کو کھانے پینے کی اشتہا اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ بیچارے کھانے کے چٹورے بنے پھرتے ہیں۔ ان کو ہر وقت کھانے پینے کی فکر در پیش رہتی ہے۔ ایک دن اچھا مل جائے تو اسی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو دنیا میں حکومت کرنے کی اشتہا ہوتی ہے، وہ بیچارے اس کی خاطر زندگی برباد کر بیٹھتے ہیں۔ کچھ تو پا لیتے ہیں اور کچھ محروم رہتے ہیں۔

جمال اور مال کے پھندے:

نوجوان مردوں کے اندر عورت کی شہوت زیادہ ہوتی ہے جب کہ عورت کے دل میں کپڑوں وغیرہ کی نمائش کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کے اندر علیحدہ علیحدہ بیماریاں ہوتی ہے۔ آج کل کے مردوں کو جمال نے برباد کر دیا ہے اور عورتوں کو مال نے برباد کر دیا ہے۔ گویا پوری دنیا کے مسلمان مال اور جمال کے ہاتھوں برباد ہوئے پڑے ہیں۔ مرد نیک ہو، شریف ہو یا صوفی ہو، جمال اس کی کمزوری ہے اسی لئے آنکھیں قابو میں نہیں رہتیں۔ اس مرض سے چھٹکارا

پانے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ کتابیں بھی پڑھ لیتے ہیں اور نیکی کے دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں لیکن آنکھوں پر قابو پانے کے لئے کہیں آ کر ضربیں لگانی پڑتی ہیں، کہیں آ کر رگڑے کھانے پڑتے ہیں تب جا کر فکر کی گندگی دور ہوتی ہے۔

خانقاہوں کا بنیادی مقصد:

یاد رکھیں! کہ فکر کی گندگی ذکر سے دور ہوتی ہے۔ جب ہم ذکر ہی نہیں کریں گے تو فکر پاک ہی نہیں ہوگی۔ پھر بھلے ہم دین کا یا دنیا کا جو کام بھی کرتے پھریں گے، لیکن ہمارے اندر کا انسان اور ہوگا اوپر کا انسان اور ہوگا۔ ہم دورنگی کی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ اگر ہم چاہیں کہ یہ قیل اور قال کا فرق ختم ہو جائے یا قال اور حال کا فرق ختم ہو جائے تو اس کے لئے کسی کے زیرسایہ رہ کر تربیت حاصل کرنی پڑے گی۔ ان خانقاہوں کا بنیادی مقصد یہی ہے۔

ذکر کے ماحول کی ضرورت:

جب ایک آدمی بسکٹ بناتا ہے وہ ساری چیزوں کو ملا کر ایک خاص درجہ حرارت پر رکھ دیتا ہے اس طرح بسکٹ تیار ہو جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بسکٹ کتنا مزے دار بن جاتا ہے اسی طرح جب انسان کے دل کو ذکر کے ماحول میں کچھ وقت کے لئے رکھا جاتا ہے تب اس کا دل بھی بسکٹ کی مانند لذیذ بن جاتا ہے اور اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت پالیتا ہے۔ اس لئے ذکر کے ماحول میں ہر سالک کو رہ کر محنت کرنا پڑتی ہے تاکہ اسے اپنے اوپر قابو آ جائے اور اس کی زندگی میں شریعت وسنت کے احکام لاگو ہو جائیں۔

دل جاری ہونا:

اسی کو بعض مشائخ نے ''دل کا جاری ہونا'' کہا ہے۔ بعض سالک سمجھ لیتے ہیں کہ دل کا جاری ہونا دل کی کوئی ظاہر اُدھڑکن ہوتی ہے۔ جی ہاں، دل کی اللہ اللہ بھی محسوس ہوتی ہے مگر فقط اللہ اللہ کی کیفیت مطلوب نہیں جب تک کہ اعضا اس کا ثبوت نہیں دیتے۔ اگر کوئی سالک کہے کہ مجھے اللہ اللہ کی کیفیت تو حاصل ہے مگر وہ اپنے جسم سے شریعت وسنت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کی اس اللہ اللہ والی کیفیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ تصوف کی ابتدا یہ ہے کہ انسان کو اپنے دل سے اللہ اللہ کا ادراک محسوس ہو اور اس کی انتہا یہ ہے کہ اس کے جسم پر اللہ رب العزت کے احکام جاری ہو جائیں۔ گویا اس کا جسم اس کے دل کے قابو میں آ جائے۔ پھر یہ کہا جائے گا کہ اس بندے کا قلب جاری ہو گیا یعنی اس بندے کے قلب کا حکم جسم کے اعضا پر جاری ہو گیا ہے۔

اوراد و وظائف کی اہمیت:

حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان کی رگ رگ اور ریشے ریشے سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔ آج کل کے اکثر سالکین معمولات میں سستی کرتے ہیں، مراقبے کے متعلق پوچھیں تو کہتے ہیں کہ جی پانچ یا دس منٹ کرتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس دل کو بگاڑنے میں عمر گزر گئی وہ پانچ یا دس منٹ میں تو نہیں سنورے گا۔ لہٰذا ہر سالک کو اپنے معمولات کی پابندی کرنی ضروری ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا مَنْ لَّا وِرْدَ لَهٗ لَا وَارِدَ لَـهٗ جو آدمی ورد و وظائف نہیں کرے گا اس کے اوپر کوئی واردات اور

کیفیات نہیں آ سکتیں۔ سالکین مراقبہ تو کرتے نہیں اور سمجھتے ہیں کہ شیخ کی دعا سے ہی دل جاری ہو جائیں گے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے سارے کام ہم خود کرتے پھرتے ہیں جب کہ دین کا یہ کام ہم نے دوسرے لوگوں کے ذمے لگایا ہوتا ہے۔

سالک کی کیفیات پر شیخ کی نظر:

شیخ کا یہ فرض منصبی ہوتا ہے کہ سالک کے اوپر جو کیفیات ہوں ان کے بارے میں اس کی رہبری کرے۔ اچھی طرح واضح کرے کہ تمہاری یہ کیفیت رحمانی اور یہ کیفیت شیطانی ہے۔ کیونکہ شیطان بھی تو کیفیتیں بنا بنا کر انسان کو دھوکہ دیتا رہتا ہے۔

شیطان کا چکر:

ایک مرتبہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں مراقبہ کر رہے تھے۔ اچانک ایک نور ظاہر ہوا جس نے ماحول کو منور کر کے رکھ دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے تو آواز آئی، اے عبدالقادر جیلانی! ہم تیری عبادت سے اتنے خوش ہیں کہ ہم نے تم سے قلم اٹھا لیا، اب تو جو چاہے کر، تیرے گناہ تیرے نامہ اعمال میں نہیں لکھے جائیں گے۔ جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو آپ نے اس بات کو قرآن اور حدیث پر پیش کیا جو سچے گواہ ہیں۔ ایک آیت سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ اے محبوب ﷺ! آپ عبادت کرتے رہئے حتیٰ کہ آپ اسی حال میں دنیا سے پردہ فرما جائیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ نبی اکرم ﷺ کو تو یہ حکم دیا گیا ہے

پھر عبدالقادر جیلانی کی یہ مجال کہاں کہ اس سے قلم ہٹا لی جائے۔ لہٰذا سمجھ گئے کہ یہ تو شیطان کا چکر ہے۔ انہوں نے فوراً پڑھا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ یہ کلمات شیطان کے لئے توپ کے گولے کی طرح ہیں۔ چنانچہ جب یہ گولہ لگا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر بھاگتے ہوئے دوسرا فائر کر گیا، کیونکہ وہ بڑا خطرناک دشمن ہے۔ کہنے لگا، عبدالقادر جیلانی! میں نے اپنے اس حربے سے ہزاروں اولیا کو دھوکے دیئے مگر تو اپنے علم کی وجہ سے بچ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہ او مردود! میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بچا بلکہ میں اپنے پروردگار کے فضل کی وجہ سے بچا ہوں۔

محترم سامعین! جب اتنے بڑے بڑے اولیائے کرام پر بھی شیطان وار کرنے سے باز نہیں آتا تو پھر ہم ذکر پر وقت لگائے بغیر اس پر کیسے قابو پائیں گے۔ اس لئے یہ بات ذہن میں بٹھا لیجئے کہ ہمیں صبح و شام ذکر الٰہی کرنا ہے کیونکہ فرمان خداوندی ہے کہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ۔ ذکر الٰہی کو ہمیں اسی طرح اپنی زندگی کا جز و لازم بنانا چاہئے جس طرح ہم اپنے لئے کھانا کھانا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ کھانے کو قربان کر دیجئے مگر مراقبے کو قربان نہ ہونے دیجئے۔

لیٹ کر مراقبہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانی کر دی ہے کہ اگر آدمی دفتر سے تھکا ہوا آئے اور بیٹھ نہ سکے تو صوفے پر ٹیک لگا کر مراقبہ کر سکتا ہے۔ اگر اس طرح بھی مراقبہ نہیں کر سکتے تو چلو لیٹ کر ہی کر لیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب لیٹ کر مراقبے کی نیت کرتے ہیں تو نیند آ جاتی ہے۔ ہمارے مشائخ نے لکھا

ہے کہ جو آدمی لیٹ کر مراقبے کی نیت کرے گا، اسے جتنی دیر نیند آئے گی، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی دیر مراقبہ کرنے کا اجر وثواب لکھیں گے۔

قرب الٰہی کا چور دروازہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں وقوف قلبی کی جو تعلیم دی جاتی ہے اس کا بنیادی مقصد یہی ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ وقوف قلبی اللہ رب العزت تک پہنچنے کا چور دروازہ ہے۔ وقوف قلبی یہ ہوتا کہ انسان کی توجہ ہر وقت اللہ رب العزت کی طرف رہے۔

علم کا اجر بھی، ذکر کا اجر بھی:

یہاں ایک نکتہ سمجھ لیجئے۔ علما اور طلبا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں اس لئے ہمیں ذکر کا وقت نہیں ملتا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات معصومیہ میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی طالب علم مطالعہ کرنے کے لئے بیٹھے تو بیٹھنے سے چند لمحے پہلے وہ اپنی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف یکسو کر لے۔ اس کے بعد جتنا وقت مطالعہ کرے گا وہ علم کا اجر بھی پائے گا اور اسے ذکر کا اجر بھی دیا جائے گا۔

ذکر الٰہی ...... ہر حال میں ضروری ہے:

ہم نے ذکر ہر حال میں کرنا ہے، چاہے ہمارے اوپر خوشی کی حالت ہو یا غم کی حالت ہو۔ اگر خوشی اور غمی کے انتظار میں رہیں گے کہ جی خوشی کا وقت گزار کر پھر ذکر کرنا شروع کریں گے یا کوئی بندہ کہے کہ جی کچھ غم کی کیفیت ہے،

کاروبار کی پریشانی ہے، اس کو گزار کر ذکر کریں گے۔ یاد رکھنا ! کہ آپ خود گزر جائیں گے مگر غم اور خوشی کے حالات نہیں گزریں گے۔ ہر حال میں ہمیں اللہ رب العزت کو یاد کرنا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بندہ دل میں ٹھان لے کہ ہر حال میں اللہ کو یاد کرنا ہے تو پھر اس کو وقت بھی مل جاتا ہے۔

شیطان کی ایک عجیب چال:

اکثر اوقات شیطان دل میں یہ فریب ڈالتا ہے کہ تم نے مراقبہ تو کرنا ہے مگر فلاں کام ٹھیک ہو لے پھر کر لینا۔ یعنی وہ کام سے منع نہیں کرتا بلکہ کام میں رکاوٹ ڈال دیتا ہے۔ بندہ اس موقع کے انتظار میں رہتا ہے جب کہ اللہ رب العزت اس موقع سے پہلے ملک الموت کو موقع عطا فرما دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر حال میں اپنے پروردگار کو یاد رکھنا ہے۔

الجھے سلجھے اسی کاکل کے گرفتار رہو
ہم جس حال میں بھی رہیں اللہ رب العزت کی یاد میں رہیں

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

ایک تجربہ شدہ بات:

اللہ تعالیٰ کا ذکر دل میں راسخ کرنے کے لئے شیخ سے رابطہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ اگر بندہ باقاعدگی کے ساتھ ذکر و مراقبہ کرے تو پھر اگر اسے پورے سال میں ایک دن شیخ کی صحبت مل جائے تو اس کے دل کو زندہ کرنے کے لئے وہ ایک دن کی صحبت بھی کافی ہوتی ہے۔

ایک گھنٹہ کی صحبت کا فیض:

اس عاجز کی پہلی بیعت حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں مقیم تھے اور ہم فقرا انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں پڑھتے تھے ۔ سال میں صرف ایک مرتبہ مسکین پور شریف کے اجتماع کے موقع پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوتی تھی ۔ وہاں پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اجتماع کی مصروفیات بھی ہوتی تھیں اس لئے یونیورسٹی کے طلبا کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک گھنٹہ عنایت فرماتے تھے ۔ اس ایک گھنٹہ میں اگر کوئی فقیر ایک سوال پوچھ لیتا تو اس سوال کا اتنا تفصیلی جواب ارشاد فرماتے تھے کہ پورا گھنٹہ گزر جاتا تھا ۔ وہ ایک دن کی صحبت ایسی ہوتی تھی جو ہمیں پورا سال جگائے بلکہ تڑپائے رکھتی تھی ۔ جی ہاں ، اگر پہلے ہی سے زمین کو تیار کیا گیا ہو تو ایک دن کی صحبت بھی کافی ہوتی ہے اور اگر زمین تیار نہیں کی گئی تو کئی دن کی صحبت بھی اثر نہیں دکھائے گی ۔

بیعت کے ساتھ ہی اجازت وخلافت:

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک دن اپنے پاس رکھا ، توجہات دیں اور دوسرے دن اس کو اجازت وخلافت دے دی ۔ جو لوگ سالہا سال سے رہ رہے تھے وہ کہنے لگے ، حضرت ! ہم تو آپ کی خدمت میں کئی کئی سالوں سے موجود ہیں لیکن آپ کی مہربانی اس پر ہوگئی ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ، ہاں ، وہ اپنے تیل اور بتی کو ٹھیک کر کے آیا تھا ، میں نے تو فقط اس کے چراغ کو روشن کیا ہے ۔ آج کل کے سالک تو ایسے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ تیل بھی پیر ڈالے اور بتی بھی پیر لائے

ہمارا یہ احسان کافی ہے کہ ہم نے بیعت کر لی ہے۔

شیخ کے احسان کا بدلہ:

یاد رکھیں! کہ اگر آپ ساری زندگی اپنے شیخ کی خدمت کرتے رہیں تو آپ اس کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔ آداب المریدین میں بھی یہی لکھا ہے اور یا ادب با نصیب میں بھی مشائخ سے منقول یہی بات لکھی گئی ہے۔ ہم کسی کی وجہ سے ایک قدم بھی اللہ رب العزت کے قریب ہو جائیں تو بھلا اس کی کوئی قیمت ہو سکتی ہے؟ اس کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔

شیخ کی توجہ کا سالکین پر اثر:

ذکر سے انسان کی فکر کی گندگی دور ہوتی ہے اور اسے احوال و کیفیات نصیب ہوتی ہیں۔ سورج تو ایک ہی ہے مگر سورج کی گرمی سے پھل کے اندر ذائقہ بڑھ رہا ہوتا ہے اور لذت بھی پیدا ہو رہی ہوتی ہے، پھول کے اندر اچھا رنگ پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور سبزی کے جسامت بڑھ رہی ہوتی ہے۔ سورج تو ایک ہے مگر پھل نے اپنے نصیب کا حصہ پایا، پھول نے اپنے نصیب کا اور سبزی نے اپنے نصیب کا۔ اسی طرح شیخ کی توجہ تمام سالکین کے دلوں پر ایک ہی وقت میں پڑ رہی ہوتی ہے مگر ہر آدمی اپنی طلب اور اخلاص کے بقدر ان سے حصہ پا رہا ہوتا ہے۔

~ عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے سبھی پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

عقائد کا فساد:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ خواجہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ میں بعض اوقات اپنے شہر کے متعلقین کے دلوں پر توجہ ڈالتا ہوں تو کچھ دلوں میں تو وہ توجہ چلی جاتی ہے لیکن کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے دلوں سے وہ نور اور فیض ٹکرا کر واپس آ جاتا ہے اور مجھے آواز آتی ہے کہ ہمارے لئے اس دل کے اندر کوئی جگہ نہیں ہے۔ دراصل وہ لوگ عقائد کے فساد میں مبتلا ہوتے ہیں۔

......تو پھر قصور کس کا؟

اگر ہم دل کی زمین کو ٹھیک کر لیں گے تو ہم جہاں بھی ہوں گے ہمیں مشائخ کا فیض پہنچے گا، کیفیات ملیں گی اور اللہ رب العزت کا قرب ملے گا۔ آپ ایک ہی شیخ کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ ہیں کسی کی گیارہ سال سے تہجد قضا نہیں ہوئی، کسی کی آٹھ سال سے قضا نہیں ہوئی اور اگر کسی بندے کو تکبیر اولیٰ بھی نصیب نہیں ہوتی تو معلوم ہوا کہ قصور اس کا اپنا ہے۔ ورنہ اگر دوسروں کو اللہ تعالیٰ نے استقامت عطا کی ہے تو آپ کو بھی استقامت مل سکتی ہے۔ لیکن ایسے لوگ محنت ہی نہیں کرتے اور اوراد و وظائف کو معمولی سمجھتے ہیں۔

سزا کے درجے:

ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ عام مومن کو اس وقت سزا ملتی ہے جب وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، سالک کو اس وقت سزا دی جاتی ہے جب وہ اپنے اوراد و وظائف کو چھوڑ دیتا ہے اور مقربین کو اس وقت سزا دی جاتی ہے جب ان کے دل میں ذرا سا بھی غیر کی طرف میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں **حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْن** ط کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے لئے گناہوں کی مانند ہوتی ہیں۔

② دوسرا گناہ

دوسرا بنیادی گناہ ''غضب'' ہے یعنی غصہ۔ یہ گناہ بھی اکثر لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ غصہ آگ کی مانند ہوتا ہے۔ ایک صاحب کسی بوڑھے کے پاس گئے، کہنے لگے، بڑے میاں! تھوڑی سی آگ دے دیں۔ اس نے کہا، میرے پاس نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا، بس تھوڑی سی آگ لینے آیا ہوں۔ وہ غصے میں کہنے لگا ارے! تو سنتا نہیں۔ کہنے لگا، بڑے میاں! میں دھواں تو سلگتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ وہ کہنے لگا، میرے کہنے پر تجھے یقین نہیں آتا۔ کہنے لگا! بڑے میاں تھوڑی تھوڑی آگ بھی جلتی دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگا، تو بے وقوف ہے، تجھے میری بات سمجھ نہیں آتی۔ کہنے لگا بڑے میاں! اب تو انگارے بھی بننا شروع ہو گئے ہیں۔ بڑے میاں نے غصہ میں آ کر کہا، نکل جا یہاں سے، دفع ہو جا۔ وہ کہنے لگا، حضرت! یہی تو وہ آگ تھی جس کی میں آپ کو خبر دینے کے لئے آیا تھا۔

③ تیسرا گناہ

تیسرا بنیادی گناہ ''ہوا پرستی'' ہے۔ تینوں گناہوں کے اپنے اپنے برے اثرات ہوتے ہیں۔

تینوں گناہوں کے نقصانات:

یاد رکھیں کہ

- شہوت کی وجہ سے بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔
- غصہ کی وجہ سے بندہ دوسروں پر ظلم کرتا ہے۔

❁ اور ہوا پرستی کی وجہ سے انسان اسلام کی حدود سے خارج ہو کر کفر اور شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اسی لئے

✪ جس میں شہوت ہو گی اس کے اندر بخل اور حرص بہت زیادہ ہو گا۔

✪ جس کے اندر غصہ زیادہ ہو گا اس کے اندر خود بینی ہو گی یعنی وہ کسی کو بھی اپنے جیسا نہیں سمجھے گا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھے گا۔

✪ اور جس کے اندر ہوا پرستی ہو گی اس بندے کے اندر بدعات کی طرف رجحان ہو گا۔ وہ طبعاً بدعات کو پسند کرے گا، وہ بدعات کا وکیل بن کر زندگی گزارے گا۔ اگر اس کے سامنے بدعت کا رد کر دیا جائے تو اسے دکھ ہو گا۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بدعتی کو آتا دیکھو تو تم راستہ ہی بدل کر چلے جاؤ۔ فرمایا، جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کی دیوار کو گرانے میں مدد کی اور فرمایا کہ جو قوم کسی بدعت پر عمل کر لیتی ہے اللہ رب العزت اس بدعت کے مقابلے کی ایک سنت کو اٹھا لیتے ہیں اور قیامت تک ان لوگوں کو وہ سنت دوبارہ عطا نہیں فرماتے۔

تینوں گناہوں کا انجام:

ان تینوں گناہوں کا انجام دیکھ لیجئے۔ شہوت کی وجہ سے جو گناہ کئے جائیں گے وہ جلدی معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ جب شہوت غالب ہوتی ہے اس وقت عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ (ان لوگوں کی توبہ کو قبول کرنا اللہ رب العزت کے ذمے ہے جو جہالت کی وجہ سے گناہ کا کام کر بیٹھتے

ہیں)۔ یہاں مفسرین نے لکھا ہے کہ جب کسی کے اوپر جذبات اور خواہشات کا غلبہ ہوگا تو اس آدمی کو اس وقت جاہل کہا جائے گا۔ اس لئے جو شہوات کی وجہ سے گناہ ہوں گے اگر انسان توبہ کرے گا تو اللہ رب العزت بہت جلدی ان گناہوں کی معافی عطا فرما دیں گے۔

غضب کی وجہ سے سرزد ہونے والے گناہ چونکہ حقوق العباد سے متعلق ہوتے ہیں اس لئے فقط معافی مانگنے سے یہ گناہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ جن کے حقوق کو پامال کیا ان لوگوں سے بھی معافی مانگنی پڑے گی یا ان کے حقوق کو ادا کرنا پڑے گا پھر وہ گناہ معاف ہوں گے۔

اور ہوا پرستی کے گناہ ناقابل معافی ہوں گے۔ اس لئے جو انسان کفر اور شرک کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگا قیامت کے دن اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حسد بری بلا ہے:

جب یہ تینوں گناہ مل جاتے ہیں تو اس معجون مرکب کا نام ''حسد'' بنتا ہے۔ ایسے آدمی کے اندر حسد بہت زیادہ ہوگا۔ ہر قسم کے کاموں میں حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ حسد ایسی بری بلا ہے کہ اگر کسی کے بارے میں پیدا ہو جائے تو پھر اس بندے کی نیکی بھی اچھی نہیں لگتی اور اس کی نیک نامی بھی اچھی نہیں لگتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے کام کرے گا تو یہ اس پر بھی پریشان ہوگا کہ وہ کیوں کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جتنے شر رکھے ان تمام کا مجموعہ حسد بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فلق میں اس کا یوں تذکرہ فرمایا وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے حسد سے) انسان کو اللہ تعالیٰ

نے یوں حسد سے بچنے کی تعلیم ارشاد فرمادی۔

وساوس شیطانیہ:

شیطان کی طرف سے جو حملے ہوتے ہیں ان کو ''وساوس شیطانیہ'' کہا جاتا ہے۔ شیطان کے اندر جتنا بھی شر ہے اس کا نتیجہ وساوس کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آخری سورۃ میں اس کا بھی تذکرہ فرمادیا۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔ حسد اور وساوس ہی دو چیزیں ہیں جو انسان کی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ وساوس شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور حسد انسان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں طرح کے دشمنوں سے محفوظ فرمالیں۔

حسد کی پیدا کردہ خرابیاں:

آج عملیات کا جتنا کاروبار چمک رہا ہے اور عدالتوں میں جتنی بھیڑ ہوتی ہے اس کے پیچھے حسد کارفرما ہوتا ہے۔ سب ایک دوسرے کے ساتھ حسد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ یہ سب مقدمے بازیاں عداوتیں حسد کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

آنکھوں کی حفاظت:

یہ اصول یاد رکھیں کہ دل کی حفاظت کے لئے آنکھوں کی حفاظت ضروری ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان آنکھ سے دیکھتا ہے، دل اس کی طمع کرتا ہے اور پھر شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ شہوات والے گناہ کی ابتدا

ہمیشہ آنکھ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا جو بندہ اپنی نگاہ کو نیچی رکھنے اور غیر محرم سے اپنی نگاہ کو بچانے کا عادی ہوگا وہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں آ جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کی کبیرہ گناہوں سے حفاظت فرمالیں گے۔

زنا کا پہلا قدم:

یاد رکھئے کہ آنکھ کا گناہ پہلا قدم ہے۔ اس سے آگے زنا کے راستے ہموار ہوتے ہیں۔ اس لئے اس پہلے قدم کو ہی روک لیجئے۔ جو انسان یہ کہے کہ میں فقط ادھر ادھر دیکھتا ہوں اور عمل بالکل نہیں کرتا، یہ ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ جب آنکھ دیکھے گی تو جی چاہے گا اور پھر جسم اس پر عمل کرے گا۔ اس لئے سالک پر لازمی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کو غیر محرم عورتوں سے محفوظ رکھے۔ ہمارے مشائخ نے تو یہاں تک کہہ دیا

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرّ حق بر ما بخند

(یعنی تو اپنی آنکھوں کو بند کرلے، کانوں کو بند کرلے اور زبان کو بند کر لے، پھر بھی اگر تجھے حق کا راز نہ ملے تو میرے اوپر ہنسی اڑاتے پھرنا)۔

ہم یہ تینوں کام نہیں کرتے، نہ آنکھ بند ہوتی ہے، نہ کان بند ہوتے ہیں اور نہ زبان بند ہوتی ہے۔ جب ہم سے یہ تینوں کام نہیں ہوتے تو پھر ہمیں حق کا راز کیسے ملے؟

یوسف علیہ السلام و زلیخا اور نظر کی حفاظت:

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی نظر کی حفاظت کی تو اللہ رب العزت نے ان کو کامیاب فرما دیا اور زلیخا اپنی نظر کی حفاظت نہ کرسکی جس کی وجہ سے شیطان نے

اس کو گناہ میں پھنسا دیا۔

اماں حوا سے بھول ہونے کی وجہ:

اماں حوا اگر شجر ممنوعہ کی طرف نگاہ نہ کرتی تو ان سے کبھی بھول نہ ہوتی۔ چونکہ انہوں نے اس درخت کی طرف دیکھ لیا تھا اس لئے شیطان کو ورغلانے کا موقع مل گیا۔

شیخ کی نظر:

معلوم ہوا کہ یہ نظر ہی ہے جو انسان کی گراوٹ کا سبب بنتی ہے اور پھر شیخ کی نظر ہی ہے جو انسان کی ترقی کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے۔

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

جب ہم غیر محرموں پر نظر ڈالنے سے بچیں گے تو پھر شیخ کی نظر ہم پر اثر کرنا شروع کر دے گی۔ شیخ کی نظر بھی کیا اثر کرے جب اپنی ہی نظریں ہوس کے ساتھ ادھر ادھر پڑ رہی ہوں۔

جمال اور مال سے نظر ہٹانے کا حکم:

طلبا توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو چیزوں کی طرف نظر کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ پہلی چیز غیر محرم کی طرف نظر اٹھانا ہے۔ یہ تو آپ اکثر سنتے ہی رہتے ہیں اور ایک دوسری چیز کی طرف نظر کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتے ہیں، اے میرے محبوب! **وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** (آپ ان کفار کی ظاہری چمک دمک اور مال و دولت کی طرف نگاہ ہی نہ کریں کیونکہ ان کو تو دنیا کا تھوڑا سا حصہ دیا گیا) معلوم ہوا کہ ہمیں دو چیزوں سے نگاہ ہٹانی ہے، ایک جمال سے اور

دوسرا مال سے۔ کیونکہ یہی چیزیں انسان کی بربادی کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔ مردوں کی نظر جمال سے نہیں ہٹتی اور عورتوں کی نظر مال سے نہیں ہٹتی۔ یہ بہت ہی عجیب فتنے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ شیطان نے ہر ہر بندے کو الجھایا ہوا ہے۔ مشائخ عظام ان گناہوں کو واضح کر کے سامنے کرتے ہیں تا کہ انسان کے لئے ان سے بچنا اور توبہ کرنا آسان ہو جائے۔

عام عورتوں میں یہودیوں کی تین صفات:

علما نے لکھا ہے کہ عام عورتوں میں تین باتیں یہودیوں والی ہوتی ہیں۔

1. پہلی بات یہ کہ خود ظلم کرتی ہیں مگر لوگوں کے سامنے مظلوم بن جاتی ہیں۔ زیادتی ان کی اپنی ہوتی ہے مگر کہانی ایسی بنا لیتی ہیں کہ فریادی نظر آتی ہیں۔
2. دوسری بات یہ کہ مجرم ہوتی ہیں مگر دوسروں کی یقین دہانی کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتی رہتی ہیں۔
3. تیسری بات یہ کہ کسی بات کے لئے دل سے آمادہ ہوتی ہیں مگر زبان سے ناں ناں کر رہی ہوتی ہیں۔ خود اپنا بھی دل چاہ رہا ہوتا ہے کہ خاوند یہ کام کر لے مگر زبان سے نہیں نہیں کہتی رہیں گی۔ اس لئے کہ اگر کام ٹھیک ہو گیا تو میں خاموش رہوں گی اور اگر کام الٹ ہو گیا تو کہوں گی کہ دیکھا میں نے مشورہ نہیں دیا تھا۔

یہ تینوں باتیں یہودیوں میں پائی جاتی تھیں جو آج کل کی عام عورتوں میں آ چکی ہیں۔

نیک عورت کے اجر و ثواب میں اضافہ:

اگر یہی عورت ذکر فکر کر کے نیک بن جائے تو اللہ رب العزت کے ہاں اس

کا بڑا درجہ ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں نیک عورت کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں تک فرمایا گیا کہ جو عورت گھر کے اندر پڑی ہوئی کسی بے ترتیب چیز کو ترتیب سے رکھ دیتی ہے اللہ رب العزت اس کو ایک نیکی عطا کرتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرما دیا کرتے ہیں۔ عورتیں روزانہ کتنی بے ترتیب چیزوں کو ترتیب سے رکھتی ہیں۔

چرخے کی آواز پر اللہ اکبر کہنے کا ثواب:

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ راوی ہیں کہ جب کوئی عورت اپنے چرخے کو کاتتی ہے اللہ رب العزت اس چرخے کی آواز پر اللہ اکبر کہنے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھواتے ہیں۔ اب جتنی دیر تک چرخہ کات رہی ہوتی ہے اتنی دیر تک اللہ اکبر کہنے کا اجر اس کے نامہ اعمال میں لکھا جا رہا ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں تو چرخہ ہوتا تھا۔ آج کے دور میں مشینیں آ گئی ہیں۔

خاوند کو لباس مہیا کرنے پر اجر:

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ جو عورت اپنے کاتے ہوئے سوت سے کپڑا بنا کر اپنے خاوند کو لباس پہنائے اللہ رب العزت ہر ہر دھاگے اور تار کے بدلے اس کو ایک لاکھ نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ آج کل گھروں میں کپڑا بن تو نہیں سکتا لیکن گھروں میں آ کر سل تو سکتا ہے یا جن عورتوں کو یہ سینے کا فن بھی نہیں آتا اور وہ اپنی محبت کی وجہ سے سلوا کے دے دیتی ہیں تو وہ بھی اس اجر و ثواب میں شامل ہو جاتی ہیں۔ دیکھئے کہ گھر کے اندر محبت و پیار کی زندگی گزارنے پر انسان کو کتنا اجر مل رہا ہوتا ہے۔

ایک عجیب بات:

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات لکھی ہے کہ جو عورت نماز پڑھے لیکن وہ نماز میں اپنے خاوند کے لئے دعا نہ مانگے اس کی نماز اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شرف قبولیت ہی نہیں پاتی۔ گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہتے تھے کہ جو عورت نماز پڑھے گی اور اس نماز میں اپنے خاوند کے لئے دعا مانگے گی اللہ رب العزت اس کی نماز کو قبول فرمالیں گے۔

ایک بہت بڑی غلط فہمی:

یہ نہیں کہ ایسے کام فقط عورت ہی نے کرنے ہیں مردوں کے ذمے بھی کچھ کام ہیں۔ آج کل کے صوفیوں میں ایک عجیب بیماری دیکھی گئی ہے کہ ذرا ذکر و اذکار کرنے شروع کریں تو گھر کے کاموں سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے توکل کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے پیغمبر ہیں۔ ان کی اہلیہ امید سے تھیں۔ وہ ان کے لئے آگ ڈھونڈنے کے لئے نکلے اور اپنی اہلیہ سے فرمایا اٰتِیْکُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى جب وقت کے نبی علیہ السلام بھی اپنی بیوی کے لئے آگ ڈھونڈتے پھرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ کام کرنا مرد کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے اور اس پر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملا کرتا ہے۔ نبی علیہ السلام بھی گھر کے کاموں میں شریک ہوا کرتے تھے کبھی بکری کا دودھ دوہ لیتے اور کبھی آٹا گوندھ دیتے تھے۔

ستر سال کے گناہ معاف:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو مرد اپنے اہل خانہ کے لئے کوئی چیز خریدتا ہے اور لاکر اپنے گھر کے اندر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس کے ستر سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

اعتدال کا راستہ:

شریعت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا بلکہ انہی گلی کوچوں بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ذکر اذکار کے ذریعے کسی کو لولہا لنگڑا نہیں بنانا ہوتا کہ نہ ہاتھ کام کریں اور نہ پاؤں کام کریں۔ اللہ رب العزت ہمارے مشائخ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، انہوں نے ہمیں اعتدال کا ایسا راستہ دکھایا جو افراط و تفریط سے بچ کر سیدھا اللہ رب العزت کی طرف پہنچنے والا ہے۔

الٹے کام:

گناہوں سے بچنا اور ذکر کرنا دونوں کام ہم پر لازم ہیں۔ آج کل ہم الٹ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جو کام کرنا ہے وہ کرتے نہیں اور جو کام نہیں کرنا چاہئے وہ کر رہے ہوتے ہیں۔ ہماری مثال اس بیمار کی سی ہے جو دوائی تو کھا نہیں رہا ہوتا اور نزلہ و زکام کا مریض ہونے کے باوجود اچار کھا رہا ہوتا ہے۔ اس آدمی کا نزلہ کیسے ٹھیک ہوگا۔ اوراد و وظائف کا معمول بنائیے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیے پھر دیکھنا کہ اللہ رب العزت کی رحمت کیسے جوش مارے گی۔

ایک علمی نکتہ:

ایک علمی نکتہ ذہن میں رکھئے کہ قرآن پاک میں انسان کے لئے تین الفاظ استعمال ہوتے ہیں ایک ظالم دوسرا ظلوم اور تیسرا ظلام۔ ان تینوں الفاظ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے تین نام ہیں۔ ظلوم کے مقابلے میں غفور، ظالم کے مقابلے میں غافر اور ظلام کے مقابلے میں غفار۔ معلوم ہوا کہ اگر ہم ظلم کی کسی بھی حیثیت میں ہیں، ظالم ہیں، ظلام ہیں یا ظلوم ہیں کسی بھی درجہ میں ہیں، پھر بھی ہمارے گناہ اللہ رب العزت کی رحمت سے زیادہ نہیں ہیں۔ پروردگار کی رحمت زیادہ ہے جس نے ہر ہر درجے کے مقابلے میں اپنا نام بتا دیا کہ میرے بندے! تو ظالم ہے تو میں غافر ہوں، تو ظلوم ہے تو میں غفور ہوں، تو ظلام ہے تو میں غفار ہوں، آ کے توبہ کر لے میں تیرے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اور خوف خدا:

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ایک دفعہ کہیں بیٹھی تھیں۔ قریب ہی ایک آدمی بھنا ہوا گوشت کھا رہا تھا۔ انہوں نے جب اسے دیکھا تو رونا شروع کر دیا۔ وہ آدمی سمجھا کہ انہیں بھوک لگی ہے اور یہ چاہتی ہیں کہ مجھے بھی کھانے کو دیا جائے۔ اس نے پوچھا کہ، کیا آپ بھی کھائیں گی؟ فرمانے لگیں، نہیں۔ میں اس لئے نہیں رو رہی بلکہ میں کسی اور بات پہ رو رہی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کونسی بات ہے؟ فرمانے لگیں کہ میں اس بات پر رو رہی ہوں کہ جانوروں اور پرندوں کو آگ پر بھوننے سے پہلے انہیں مار دیا جاتا ہے اور ذبح کئے ہوئے جانور کو بھونتے ہیں، میں قیامت کے دن کو سوچ رہی ہوں کہ جب زندہ انسانوں کو آگ میں ڈال کر بھون دیا جائے گا۔ میں نے بھنے ہوئے مرغ کو دیکھا تو مجھے قیامت کا دن یاد آ گیا، مجھے وہ

رات یاد آ گئی کہ جس کی صبح کو قیامت ہوگی۔ اے بندے! تو بھنے مرغ کھانے کا عادی ہے، کباب اور تکے منگوا منگوا کے کھاتا ہے۔ سوچا کریں کہ ہم جو اس گوشت کو بھون بھون کر کھا رہے ہیں اسے تو ذبح کر کے بھونا گیا، اگر ہم گناہ کریں گے تو فرشتے ہم زندوں کو بھونیں گے۔ اس لئے ہمیں گناہوں سے ضرور بچنا چاہئے۔

انعام میں دو جنتیں:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں)۔ ان دو جنتوں کی تفصیل بھی بڑی عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا ایک گھر جنت میں اور ایک گھر جہنم میں بنایا ہے۔ چاہے مسلمان ہو چاہے کافر۔ لیکن مسلمان ہوگا تو جنت والے گھر میں جائے اور اگر کافر ہوگا تو جہنم والے گھر میں جائے گا۔ اس لئے کافر کو موت کے وقت جنت کا گھر دکھاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو ایمان والا ہوتا تو تیرے لئے یہ گھر تھا لیکن اب تجھے یہ گھر نہیں دیا جائے گا۔ پھر اسے جہنم کا گھر دکھاتے ہیں۔ چونکہ ایمان والوں کو جنت میں گھر ملیں گے اور کافروں کو جہنم میں ملیں گے لہٰذا ان کافروں کے جنت کے جو مکان بچیں گے اللہ تعالیٰ کفار کے ان مکانوں کو ایمان والوں میں تقسیم فرما دیں گے۔ اس طرح ایمان والوں کو جنت میں دو گھر مل جائیں گے۔ دنیا میں انسان کی دو کوٹھیاں ہوں تو وہ خوش ہوتا ہے کہ جی میری فلاں جگہ بھی کوٹھی ہے اور فلاں جگہ بھی۔ اسی طرح جب جنت میں ایمان والوں کو دو گھر ملیں گے تو وہ بھی بہت خوش ہوں گے۔

مغفرت کا عجیب انداز:

یحیٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔

پوچھا، حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمایا کہ اللہ رب العزت کے حضور میری پیشی ہوئی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یحییٰ! تم میرے پاس کیا لائے ہو؟ میں نے کہا، اے اللہ! میرے پاس اعمال کا ذخیرہ تو کچھ نہیں البتہ ایک حدیث مبارکہ میں نے سنی ہوئی ہے۔ پوچھا، کونسی حدیث؟ عرض کیا، اے اللہ! میں نے اپنے استاد معمر سے سنا، انہوں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ سے سنا، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا، انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے سنا اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میرا وہ بندہ جو کلمہ گو ہو اور اس کے بال سفید ہو جائیں اور اس حال میں وہ میرے سامنے پیش کر دیا جائے تو اس کے سفید بالوں کو دیکھ مجھے حیا آتی ہے اور میں ایسے بندے کو عذاب نہیں دیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بھی ٹھیک سنا، معمر نے بھی ٹھیک کہا، زہری نے بھی ٹھیک کہا، عروہ نے بھی ٹھیک کہا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی ٹھیک کہا، میرے محبوب ﷺ نے بھی ٹھیک کہا، جبرئیل نے بھی ٹھیک کہا اور ہم نے بھی سچ کہا، مجھے سفید بالوں والے مومن سے واقعی حیا آتی ہے۔ یحییٰ! تیرے سفید بالوں کو دیکھ کر میں نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کر دیا۔

رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بڑا ہی گناہگار آدمی تھا۔ اس نے کبھی نیکی نہیں کی تھی۔ وہ ہر وقت جوانی والے شہوانی کاموں میں لگا رہتا تھا۔ یعنی دن رات نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں لگا رہتا تھا۔ گویا دن رات وہ

شیطان بن کر کام کرتا رہتا تھا۔اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا تھا۔ وہ اپنی خواہشات میں اتنا مست تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! فلاں بندے کو جا کر میرا پیغام دے دو کہ تمہیں میں نے دنیا میں بندگی کے لئے بھیجا تھا مگر تم نے دنیا میں جا کر نافرمانی کی، تم نے اتنے گناہ کئے کہ گناہوں نے تمہارا احاطہ کرلیا، اب میں تم سے ناراض ہوں، اس لئے میں تمہیں نہیں بخشوں گا اور قیامت کے دن میں تمہیں جہنم کا عذاب دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ پیغام سنایا کہ تو نے اتنے گناہ کئے، اتنے گناہ کئے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے بندے! میں تجھ سے غضبناک ہوں، تو نے قدم قدم پر میرے حکموں کو توڑا اور میرے پیغمبر کی سنتوں کو چھوڑا، لہٰذا میں تجھ سے خفا ہو گیا ہوں، اب میں تجھے نہیں بخشوں گا اور تجھے جہنم میں ڈالوں گا۔اس بندے نے جب یہ بات سنی تو اس بندے کے دل میں ایک عجیب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی۔ وہ سوچنے لگا کہ اوہو! میں اتنا تو گنہگار ہوں کہ پروردگار مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کے ذریعے پیغام بھیج دیا کہ میں تجھ سے خفا ہوں، تجھ سے راضی نہیں ہوں گا اور تجھے جہنم کی آگ میں ڈالوں گا۔

وہ یہی باتیں سوچتے سوچتے جنگل کی طرف نکل گیا، وہ ویرانے میں جا کر اپنے پروردگار سے مناجات کرنے لگا کہ اے اللہ! میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، میں نے بڑے گناہ کئے، کوئی وقت نہیں چھوڑا، دن میں بھی کئے رات میں بھی کئے، محفل میں بھی کئے تنہائی میں بھی کئے، اے اللہ! میں نے گناہ میں کوئی کسر

نہیں چھوڑی، میں نے سر پر گناہوں کے بڑے بڑے بوجھ لاد لئے ہیں۔ مگر اے پروردگار! اگر میرے پاس گناہوں کے بوجھ ہیں تو تیرے پاس بھی عفو و درگزر کے خزانے ہیں، اللہ! کیا میرے گناہ اتنے ہوگئے کہ تیرے عفو و درگزر کے خزانوں سے بھی زیادہ ہیں، میرے مولا! اگر تو کسی کو پیچھے دھکیلے گا تو پھر کون ان کا غمگسار ہوگا، اے بے کسوں کے دستگیر! میں تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں، تو مجھے مایوس نہ فرما، تیری رحمت میرے گناہوں سے زیادہ ہے اور میرے گناہ تیری رحمت سے تھوڑے ہیں۔ بالآخر اس نے یہاں تک کہہ دیا، اے پروردگار! اگر میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ بخشش کے قابل نہیں ہیں تو پھر میری ایک فریاد سن لے کہ تیری جتنی بھی مخلوق ہے اس سب مخلوق کے گناہ تو میرے سر پر ڈال دے، مجھے قیامت کے دن عذاب دے دینا مگر اپنے باقی بندوں کو معاف کر دینا۔

اس کے الفاظ اللہ تعالیٰ کو پسند آگئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی کہ اے میرے پیارے پیغمبر علیہ السلام! اس بندے کو بتا دیجئے کہ جب تم نے میری رحمت کا اتنا سہارا لیا تو سن لے کہ میں حنان ہوں، منان ہوں، رحیم ہوں، کریم ہوں لہٰذا میں نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا، بلکہ تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیا۔

میرے دوستو! جو رب کریم اتنا مہربان ہو تو ہم کیوں نہ ان محفلوں میں بیٹھ کر اپنے اس پرودگار کی رحمتوں سے حصہ پائیں، اپنے گناہوں کو بخشوائیں اور آئندہ نیکوکاری و پرہیزگاری کی زندگی گزارنے کا ارادہ کریں۔ پروردگار ہمیں سچی توبہ کی توفیق نصیب فرما دے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.